قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں نور اللّٰہ مرقدہٗ
کے وہ مضامین جو پندرہ بیس برس قبل ماہنامہ انوار مدینہ میں شائع ہو چکے ہیں قارئین کرام
کے مطالبہ اور خواہش پر ان کو پھر سے ہر ماہ سلسلہ وار ''خانقاہ حامدیہ'' کے زیرِ اہتمام اس مؤقر
جریدہ میں بطور قندِ مکرر شائع کیا جارہا ہے ! اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (ادارہ)

اسلام اپنے اعلیٰ اوصاف کی وجہ سے دوسرے سب دینوں پر غالب ہے

﴿ نظر ثانی وعنوانات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

آج کل جبکہ دنیا ترقی کی دعویدار ہے جبکہ بزعمِ خود مہذب اور ترقی یافتہ ملک اسرائیل کی بدعہدی اور دھوکہ بازی آپ کے سامنے ہے، یہ اسرائیل دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ اقوام کا پروَردہ اور ان کے اخلاق کا آئینہ دار ہے ! اسلامی تعلیمات میں ایسی مکاریوں کا کوئی مقام نہیں ہے !
آج دنیا میں تمام ترقی یافتہ اقوام اپنے مفادات اور وسعتِ تجارت کی غرض سے سچی اور دیانتدار تو رہتی ہیں مگر اخلاقی اقدار سے یکسر خالی ہیں، وہ کسی غیر مہذب قوم کو مہذب بنانے اور عمدہ اخلاق سے مزین کرنے کے لیے جنگ مول نہیں لیتیں بلکہ ان کا مطمحِ نظر توسیع پسندی اور غلبہ قائم رکھنا اور دوسروں کو کمزور بنانا ہوتا ہے ! ! ویت نام اور کوریا کی جنگ نیز امریکہ چین اور اسرائیل کا وجود سب اسی (توسیع پسندی کے) شجرۂ خبیثہ کے ثمرات ہیں ! جہاں جہاں امریکی افواج مقیم ہیں ان علاقوں کے باشندوں کا معیارِ اخلاق روز بروز گرتا جارہا ہے ! شراب وزنا عام ہیں اور ان دو چیزوں کے جو نتائج بد ہوتے ہیں وہ انہیں گھیرے ہوئے ہیں !

آج دنیا میں سی آئی اے کی تخریب کاریاں سب کے سامنے ہیں، کیا کوئی ان امریکی تباہ کاریوں کی وجہ بتلا سکتا ہے کہ کیوں ہیں ؟ کیا امریکی لوگ کسی کو بلند اخلاق سکھا سکتے ہیں ؟ وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ مال بڑھانے کے لیے کتنی سچائی، دیانت اور کن اخلاق واصول کی ضرورت ہے اور مال کی فراوانی کی خاطر چھوٹی موٹی خیانتیں نہیں کرتے ! کمائی کی خاطر مرد و عورت کاروبار میں لگے رہتے ہیں اور حکومت اپنے جائز و ناجائز غلبہ کی فکر میں ! یہ ان کی تہذیب وترقی کا خاکہ ہے ! !

آیئے دیکھیں پیغمبر اسلام نے بلکہ پچھلے انبیاء کرام نے جنہوں نے جہاد کیا ہے جہاد کا کیا نظریہ بتلایا ہے ؟

ان کا نظریہ جہاد یہ ہے کہ صرف خدا کی رضا حاصل کرنے اور اس کے دین کو پھیلانے کے لیے جہاد ہوگا لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ہمارے قانون کی عظیم کتاب ھدایة میں ہے :

وَاِنَّمَا فُرِضَ لِاِعْزَازِ دِیْنِ اللّٰهِ وَدَفْعِ الشَّرِّعَنِ الْعِبَادِ

''جہاد صرف اس لیے فرض ہوا کہ خدا کے دین کو غالب کیا جائے اور بندوں سے شر کو رفع کر دیا جائے''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے :

اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [1]

''مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا حتی کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں''

وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یُّقَاتِلَ مَنْ لَّمْ تَبْلُغْهُ الدَّعْوَةُ اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا اَنْ یَّدْعُوْهُ (ھدایة)

''جسے اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اس سے لڑنا صرف اس صورت میں درست ہے کہ جب اسے دعوتِ اسلام دے دی جائے''

اگر صرف ان نفسانی اغراض کا نام بلندی رکھا جائے جو آج کی (نام نہاد) مہذب اقوام کا مقصود ہیں اور اس کی خاطر ہر مکروہ حربہ استعمال کیا جاتا ہے، تباہ کن لڑائیاں مول لی جاتی ہیں تو دینِ اسلام کی خاطر کیوں نہ قتال جائز ہوگا جس کی تعلیمات سراسر مبنی بر خلوص اور خلقِ خدا کے لیے رحمت ہیں ! ؟

اسلام نے بے غرضی، بے نفسی اور رضاءِ الٰہی حاصل کرنے کی تعلیم دی ہے جو یقیناً سب سے بلند مقصود ہے ! عدل واحسان ،عفو و درگزر ، رحم ، برائی کی جگہ نیکی ، زبان دل اور عمل کی سچائی ، شجاعت ، سخاوت ، عفت و پاکبازی، امانت ودیانت، شرم وحیا، حلم وبردباری، تواضع وخوش کلامی، ایثار، اعتدال ، عزتِ نفس، استغناء ، حق گوئی ،استقامت، حقوق والدین ، حقوق اہلِ قرابت، حقوقِ زوجین، ہمسایہ اور یتیموں کے حقوق، حاجتمند، بیمار، مہمان ،غلام اور انسانی برادری کے حقوق حتی کہ جانوروں کے حقوق تعلیم فرمائے ! !

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصلٰوة رقم الحدیث ۳۹۲

جھوٹ ، وعدہ خلافی ، خیانت و بد دیانتی ، غداری ، بہتان ، چغل خوری ، غیبت ، دو رُخا پن ، بدگمانی ، حرص وطمع ، حسد ، بخل ، چوری ، ناپ تول میں کمی ، رشوت ، سودخوری ، شراب خوری ، فخر وغرور ، غیظ وغضب ، ظلم ، ریاکاری ، خودنمائی ، فحش گوئی ، طعنہ زنی ، فضول خرچی وغیرہ سے منع فرمایا ! !

فطری آداب تعلیم کیے ، طہارت و پاکیزگی ، مجلس کے آداب ، کھانے پینے کے آداب ، ملاقات وگفتگو کے آداب ، باہر نکلنے اور چلنے پھرنے کے آداب ، سفر کے آداب ، سونے جاگنے کے آداب ، لباس کے آداب ، خوشی اور غمی کے آداب سکھائے ! !

توحید ، رسالت ، تزکیۂ نفس ، طریقِ عبادت یعنی بندوں کا خدا سے تعلق اور جوڑ بہترین طریقوں سے تعلیم فرمایا ! ! یہ اسلامی تعلیمات کا ایک مختصر سا خاکہ ہے

آپ خود ہی انصاف کریں کہ اگر کسی قوم میں یہ اوصاف نہ ہوں تو اسے یہ اوصاف سکھانے (کی کوشش وجدوجہد کرنا) اس قوم پر رحم کھانا ہے یا ظلم کرنا ؟ اسلام نے اگر تلوار اُٹھائی ہے تو صرف اس لیے اُٹھائی ہے ! ! اور جنہوں نے اسلام سے روگردانی کی ہے وہ صرف اپنی خواہش نفس کے لیے کی ہے ! !

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴾ (سُورة البقرة : ۱۴۶)

''اہلِ کتاب رسول اللہ ﷺ کا رسولِ خدا ہونا اس طرح جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کا اپنا بیٹا ہونا یقینی طور پر جانتے ہیں اور ان میں سے ایک فریق حق کو جاننے کے باوجود چھپاتا ہے''

ان ہی اوصافِ جلیلہ کے باعث فتح مکہ کے بعد جب لوگ مسلمانوں سے ملے جلے تو امام زہریؒ (جنہوں نے صحابہ کرامؓ سے علوم حاصل کیے تھے) فرماتے ہیں کہ لوگوں کا یہ حال ہوا :

فَلَمْ یُكَلِّمْ اَحَدٌ بِالْاِسْلَامِ یَعْقِلُ شَیْئًا اِلَّا دَخَلَ فِیْهِ فَلَقَدْ دَخَلَ فِیْ تَیْنِكَ السَّنَتَیْنِ فِی الْاِسْلَامِ مِثْلَ مَا كَانَ فِی الْاِسْلَامِ وَ اَكْثَرَ. (طبری)

''تو کوئی عقل مند ایسا نہ تھا کہ جس سے اسلام کے متعلق گفتگو ہوئی اور اس نے قبول نہ کیا ہو چنانچہ جتنے لوگ ابتداء سے اس وقت تک مسلمان ہوئے تھے صرف ان دو برسوں میں ان کے برابر بلکہ ان سے زیادہ تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے''

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید ﴿ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ﴾ ۱ سے ہوتی ہے ! اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا مَعَهُمْ

حضرات آپ کو مذکورہ بالاعنوانات پر قرآنِ حکیم کی بعض تعلیماتِ قدسیة کی کچھ اور سیر کرائیں جن کے باعث قرآنِ عزیز کو ہم امن عالم کا ضامن کہتے ہیں کہ جان کے ساتھ مال اور آبرو کے تحفظات کیا کیا ہیں ؟

☆ امانت کے بارے میں ارشاد ہوا :

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴾ ۲

'' اللہ تعالیٰ تم کو فرماتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچادو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو اللہ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے یقیناً اللہ سننے دیکھنے والا ہے''

☆ بے زبان بے سہارا بے کس لوگوں کے مال کے تحفظ کے لیے فرمان نازل ہوا :

﴿ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ﴾ ۳

'' اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ سوائے اس صورت کے کہ جو اس کے لیے بہتر ہو حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے''

☆ یہ بھی بتلایا گیا کہ ایک کو دوسرے کا مال کن صورتوں میں جائز ہے :

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ﴾ ۴

---

۱ سُورة النصر : ۲ ۲ سُورة النساء : ۵۸ ۳ سُورة بنی اسرائیل : ۳۴ ۴ سُورة النساء : ۲۹

''اے ایمان والو ! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ آپس کی رضامندی کے ساتھ تجارت ہو''

☆ ناپ تول میں کمی کے جرم پر قومِ شعیب برباد کردی گئی تھی ! آپ کی تعلیم تھی :

﴿ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ . وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴾ [1]

''ماپ پورا بھر کر دیا کرو اور نقصان دینے والوں میں مت ہو اور سیدھی ترازو سے تولو ! اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا مت پہنچاؤ اور زمین میں فساد مت پیدا کرتے پھرو''

یہی تعلیم اس امت مرحومہ کو بھی دی گئی ارشاد ہوا :

﴿ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ . الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ . وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴾ [2]

''تباہی ہے گھٹانے (اور ڈنڈی مارنے) والوں کی وہ لوگ کہ جب ماپ کرلیں لوگوں سے تو پورا بھرلیں اور جب ماپ کر یا تول کردیں دوسروں کو تو گھٹا کردیں''

﴿ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾ [3]

''کیا لوگ یہ خیال نہیں رکھتے کہ ان کو اٹھنا ہے اس بڑے دن کے واسطے جس دن لوگ جہاں کے مالک کے سامنے کھڑے رہیں گے''

﴿ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴾ [4]

'' اور سیدھی ترازو تولو انصاف سے ، اور مت گھٹاؤ تول کو ''

﴿ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴾ [5]

'' اور ماپ پورا بھردو جب ماپ کردینے لگو اور سیدھی ترازو سے تولو''

---

[1] سُورة الشعراء : ۱۸۱ تا ۱۸۳ [2] سُورة المطففين : ۱ تا ۳ [3] سُورة المطففين : ۴ تا ۶
[4] سُورة الرحمن : ۹ [5] سُورة بنى اسرائيل : ۳۵

☆ سود کے بارے میں حکم نازل ہوا :

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾ ۱

''اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر تم کو اللہ کے فرمانے کا یقین ہے''

﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴾ ۲

''پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کو اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے تمہارا رأس المال ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی تم پر''

﴿ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴾ ۳

''اور اگر (مقروض) تنگدست ہے تو اسے کشائش ہونے تک مہلت دینا چاہیے اور اگر بخش دو تو تمہارے لیے بہت بہتر ہے ! اگر تم کو سمجھ ہو اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن اللہ کی طرف لوٹا دیے جاؤ گے پھر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا''

سود ایک ایسی چیز ہے جسے ضرورت مند انسان شدید ضرورت کے وقت لیتا ہے ! اور دینے والے کے پاس رقم ضرورت سے زائد ہوتی ہے اس لیے دیتا ہے ! آپ غور کریں تو ضرورتمند سود لینے کے بعد زیادہ ضرورت مند ہو جاتا ہے اور دینے والا زیادہ مستغنی مالدار تر ! جس سے لامحالہ انسانوں کی معیشت کا نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور پھر انقلابات آتے ہیں ! !

نفسیاتی طور پر سود دینے والا اپنی منفعت پر نظر رکھنے کا عادی ہو جاتا ہے اس میں ایثار و قربانی، رحم دلی کا مادّہ رفتہ رفتہ ختم ہو کر رہ جاتا ہے ! اس لیے شریعتِ مطہرہ نے اسے حرام ہی قرار دے دیا !

---

۱ سُورۃ البقرۃ : ۲۷۸ ۲ سُورۃ البقرۃ : ۲۷۹ ۳ سُورۃ البقرۃ : ۲۸۰ ، ۲۸۱

اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہیں ﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴾ ١
اور سود خور شخص کے دل سے رحم کا مادہ خارج ہوتا جاتا ہے آخر کار وہ ظالم محض بن کر رہ جاتا ہے ! خلقِ خدا کی ضرورت مندی اور احتیاج سے وہ ناجائز فائدہ اُٹھانے کا متلاشی رہتا ہے ! ! دوسروں کی محتاجگی اس کے عین سکون و راحت کا سبب ہوتی ہے ! اور اس طرح گویا وہ اُن صفات حسنہ سے لڑ رہا ہے جو اللہ اور رسول نے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، شاید اس لیے اللہ و رسول سے جنگ کی وعید شدید وارد ہوئی !

سود کہاں سے آیا ؟ ؟

مشرکینِ عرب میں یہ لعنت یہودیوں سے آئی تھی اور اُن کی فطرت تھی کہ حرام کو تاویلات کر کے حلال سمجھ لیا کرتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے اور اصرار کرتے تھے، ویسے بھی انسان میں مالی لالچ آسانی سے غالب کیا جاسکتا ہے، اس کے بعد وہ مال کے لالچ میں عقلی دلائل لاتا ہے، استدلالاتِ (باطلہ) سے حقائقِ فطریہ کو توڑنا چاہتا ہے ! اس لیے اسے قیامت میں اس کے مناسب سلبِ عقل کی سزا دی جائے گی ! !

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ﴾ ٢
''جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جیسے وہ شخص اٹھتا ہے کہ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہوں''

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْآ اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ﴾ ٣
''ان کی یہ حالت اس واسطے ہوگی کہ اُنہوں نے کہا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا، حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے''

حضرات ! ان چند آیات کے احکام یہ ہوئے کہ امانت ادا کرنی لازم ہوئی، تجارت میں دیانتداری شرط اور طرفین کی رضامندی ضروری ہوئی، اور سود حرام قرار دیا گیا ! !

---

١ سُورۃ النساء : ٢٩ ٢ سُورۃ البقرۃ : ٢٧٥ ٣ سُورۃ البقرۃ : ٢٧٥

اسلام میں اِحْتِگَارْ بھی ممنوع ہے [۱] کیونکہ جگہ جگہ احسان کا حکم فرمایا گیا ہے اور اِحْتِگَارْ احسان نہیں بلکہ اس کے برعکس فعلِ منکر ہے

﴿ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ﴾ [۲]

''اللہ حکم کرتا ہے انصاف اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا اور بے حیائی نامعقول کام اور سرکشی سے منع کرتا ہے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو''

☆ اسی طرح اسمگلنگ بھی ممنوع ہے کیونکہ جائز اور معروف میں اطاعتِ امراء [۳] ضروری ہوتی ہے

﴿ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ﴾ [۴]

''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں''

فیض الباری میں ہے کہ حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''اگر حاکم تمباکو نوشی کو منع کردے یا کسی مباح فعل کو ضروری قرار دے دے تو وہ تاحکمِ ثانی واجب الاطاعت ہوگا'' !

عام ضرورت کی چیزیں جیسے نمک پانی وغیرہ نہ دینا بلکہ معروف سے (یعنی جن چیزوں کے ذریعہ بھلائی کی جاتی ہے) رُکنا اور روکنا دونوں ہی خداوند قدوس کو ناپسند ہیں !

﴿ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴾ [۵] ''برتنے کی چیز نہ دیں''

رشوت :

رشوت ستانی یہودیوں میں ایک خاص مرض تھا حتی کہ وہ اس کے ذریعہ احکامِ الٰہیہ میں تبدیلی کرالیا کرتے تھے آیت مبارکہ ﴿ سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ﴾ [۶] میں حرام کھانے

---

[۱] یعنی ان تمام چیزوں کی ذخیرہ اندوزی جو حیات کے لیے ضروری ہوں

[۲] سُورۃ النحل : ۹۰ [۳] حکام [۴] سُورۃ البقرۃ : ۵۹ [۵] سُورۃ الماعون : ۷ [۶] سُورۃ المائدۃ : ۴۲

سے رشوت مراد ہے ! ''جھوٹ بولنے کے لیے جاسوسی کرنے والے اور بہت حرام کھانے والے''
مسلمانوں کو قرآن حکیم میں واضح طور پر اس عادتِ بد سے روکا گیا ہے، اس عادتِ بد سے سرکاری نظام
معطل ہو کر رہ جاتا ہے ارشاد ہوا :

﴿ وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ [1]

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، اور نہ پہنچاؤ اموال کو حکام تک
تاکہ تم لوگوں کے مال میں سے کوئی حصہ ظلم کر کے ناحق کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے ہو''

چوری :

ممکن ہے کوئی یہ خیال کرے کہ چوری کی سزا جسمانی کیوں رکھی گئی مالی کیوں نہیں رکھی گئی ؟
پھر جسمانی سزا بھی اس قدر شدید رکھی گئی ہے کہ اسے کام کے ہاتھ سے محروم کر دیا جائے ! ؟
سو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ

(۱) چوری ایک ایسا مرض ہے کہ جس کے کرتے وقت خدا کی بعض صفات مثلاً قہر، غضب، انتقام، حساب اور قیامت میں جواب دہ ہونے کا چور عملاً انکار کرتا ہے اور ذہناً وہ ان صفات سے غفلت برتتا ہے !
رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے زانی اور سارق کے بارے میں فرمایا کہ جس وقت وہ
یہ کرتے ہوتے ہیں ان کا ایمان نہیں ہوتا

لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ .... وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ [2]

اور ظاہر ہے کہ اگر کمالِ ایمان ہوتا تو وہ ایسا جرم نہ کرتا ! !

(۲) دوسرے کے ہاتھ کی کمائی کو اپنے ہاتھ سے چرا کر اسے محروم کر دیتا ہے ! !

(۳) شدید ضرورت مند پر بھی رحم نہیں کھاتا، نہ اسے غریب پر ترس آتا ہے نہ مسافر پر ! !

---

[1] سُورۃ البقرۃ : ۱۸۸ [2] صحیح البخاری کتاب الاشربۃ رقم الحدیث ۵۵۷۸

(۴) دوسرے کی قیمتی سے قیمتی اور خون پسینہ ایک کر کے کمائی ہوئی دولت کو کوڑیوں میں فروخت کر کے ضائع کر دیتا ہے اور اس طرح شدید دل آزاری کا سبب بنتا ہے ! !

(۵) دوسرے کے گھر میں جا کر دوسرے کی مِلک پر قبضہ کرتا ہے اور اگر وہ بیدار و متنبہ ہو جائے تو بسا اوقات نوبت قتل تک پہنچ جاتی ہے اور اس طرح گویا یہ جرم مالی ہی نہیں بلکہ جانی بھی ہوا ! آئے دن ایسے واقعات آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں ! !

(۶) چوری ایک ذہنی عیاشی ہوتی ہے ! چور اس کا عادی ہوتا ہے اس لیے بے ضرورت بھی کرتا ہے ! موطا امام مالکؒ میں ہے کہ

''اہلِ یمن میں سے ایک شخص جس کا ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ان ہی کے پاس ٹھہرا اور شکایت کی کہ یمن کے حاکم نے اس پر ظلم کیا ہے ! یہ شخص رات کو نماز پڑھا کرتا تھا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسے دیکھتے تھے تو اپنے دل میں فرماتے تھے تیری رات تو ہرگز چور والی رات نہیں ! ؟ ابھی اس کی فریاد پر کوئی کارروائی نہ ہونے پائی تھی کہ چند روز بعد حضرت اسماء بنت عُمیسؓ کا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں ایک ہار گم ہو گیا ! ! یہ شخص بھی اس کی تلاش میں حصہ لینے لگا اور یہ دعا کرتا تھا کہ خداوندا اس نیک گھرانے کو جس نے نقصان پہنچایا ہے تو اس کی گرفت فرما ! ؟

تلاش کرتے کرتے یہ زیور ایک سنار کے پاس ملا ! سنار نے کہا کہ میرے پاس ایک شخص لایا تھا اس کا حلیہ یہ تھا کہ ہاتھ کٹا ہوا تھا (یعنی یہی شخص نکلا جو خلیفۂ وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہاں ٹھہرا ہوا تھا اور ان کے پاس حاکم یمن کی شکایت لے کر آیا تھا) جب سنار نے پورا حال بتلایا تو اس نے چوری کا اقرار کر لیا پھر اسے سزا دی گئی ! ! حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے تھے کہ چوری سے زیادہ اس شخص کی بدعا میری طبیعت پر گراں گزرتی تھی'' ! ! ! !

اس واقعہ سے بھی یہ معلوم ہورہا ہے کہ اس کے دل میں خدا کا کوئی خیال نہ تھا گو وہ رات کو عبادت بھی کرتا تھا ! کیونکہ اگر ذاتِ باری تعالیٰ کا یقین ہوتا تو ایسی بد دعا نہ کرتا ! خلیفہ وقت کے پاس ٹھہرنے کی وجہ سے اسے کوئی ایسی حاجت بھی نہ تھی جو جائز ہو اور نا تمام رہے ! !

حق تعالیٰ خالق ہیں وہ جانتے ہیں کہ بیماری کس درجہ کی ہے اور اس کا صحیح علاج کیا ہے ؟ ؟ صحیح علاج عبرت ہے جو سزا یافتہ کو دیکھ کر ہوتی ہے ! ! جس کے دل میں چوری کے جذبات ہوتے ہیں وہ آنکھ نہیں میچتا بلکہ وہ اور زیادہ دیکھتا ہے اس لیے دیکھ کر عبرت حاصل کرتا ہے اور گناہ کے ارادہ سے باز آجاتا ہے قال اللّٰہ تعالٰی

﴿ اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِّمَا كَسَبَا نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ [۱]

''اور چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ ڈالو ان کی کمائی کی سزا میں اللہ کی طرف سے تنبیہ ہے اور اللہ غالب ہے حکمتوں والا ہے''

☆ عزتِ نفس اور پاکدامنی کے طریقے سکھائے گئے ! ارشاد ہوا :

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ﴾ [۲]

''ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ ذرا اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کو محفوظ رکھیں''

﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ﴾ [۳]

''اور ایمان والیوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کو تھامے رکھیں''

☆ زناکاری کی قباحت ظاہر کی گئی :

﴿ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلاً ﴾ [۴]

'' اور زنا کے پاس نہ جاؤ وہ بے حیائی ہے اور بری راہ ہے''

---

[۱] سُورة المائدة : ۳۸ [۲] سُورة النور : ۳۰ [۳] سُورة النور : ۳۱ [۴] سُورة بنی اسرائیل : ۳۲

☆ کسی پاکدامن پر بدکاری کا الزام لگانا یا الزام پر مشتمل گالی دینا عظیم گناہ ہے

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ .يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَالْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴾ [1]

''جو لوگ عیب (والزام) لگاتے ہیں بے خبر ایمان والیوں پاکدامنوں پر، ان پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے جس دن کہ ظاہر کر دیں گی ان کی زبانیں ہاتھ اور پاؤں جو کچھ (بھی) وہ کرتے تھے اس دن پوری دے گا اللہ ان کی سزا جو چاہیے ، اور جان لیں گے کہ اللہ ہی ہے سچا کھولنے والا''

دنیا میں ایسے مجرموں کو کس طرح رُسوا کیا جائے گا، خدا کی نظر میں وہ کیسے ہیں اور کیا سزا دی جائے گی، یہ سب باتیں ارشاد فرمائی گئیں :

﴿ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ﴾ [2]

''اور جو لوگ پاک دامنوں پر عیب لگاتے ہیں پھر چار مرد شاہد نہ لائیں تو اُن کو اسّی دُرّے مارو اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی لوگ نافرمان ہیں''

آپ نے غور فرمایا ہو تو کلام الٰہی میں خوفِ خدا اور تقویٰ پر ہر جگہ زور دیا گیا ہے کیونکہ ارتکابِ معاصی سے خلوت وجلوت میں یکساں طور پر اجتناب کرانے والی چیز صرف خوفِ خدا ہے وہ نہ ہو تو انسان تنہائی میں گناہ سے باز نہیں رہ سکتا ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد اور تقویٰ کی نعمت نصیب فرمائے، معاصی سے اپنی پناہ میں رکھے اور توفیقِ مرضیات مرحمت فرمائے، آمین

آج انسان انسان کے حقوق نہیں پہچانتا ، بھائی بھائی کو اور اولاد ماں باپ کو اپنی نظر میں کوئی اہمیت نہیں دیتی ! جس کا نتیجہ ''نظامِ عالم میں فساد'' ہوتا ہے !

---

[1] سُورة النور : ۲۴، ۲۵ [2] سُورة النور : ۴

اسلام کی نظر میں ''حقوق العباد'' رشتہ داروں کو بھی شامل ہیں بلکہ والدین کا حق ربِّ حقیقی نے اپنے بعد فوراً بتلایا ہے اس کے بعد اور رحمی رشتوں کے حقوق آتے ہیں ! !

یہ زرّیں تعلیمات اگر ماں باپ اپنی اولاد کو ذہن نشین کرادیں تو خود ان کی زندگی کتنی پرسکون ہو مگر شاید ایک فیصدی مسلمان ہی ان پیاری تعلیمات سے واقف ہوں ! ؟

حقوقِ والدین کے لیے ارشادِ ربانی ہے :

﴿ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلَا ھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ﴾[1]

''اور تمہارے رب نے حکم کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو ''ہوں'' (تک) نہ کہو اور نہ جھڑکو اور ان سے ادب کی بات کرو اور ان کے سامنے عاجزی و نیاز مندی کے ساتھ کندھے جھکاؤ اور یہ کہو کہ اے رب ان پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھے چھوٹا سا پالا''

﴿ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ وَاِنْ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ﴾[2]

''اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے واسطے تاکید کر دی، اس کی ماں نے تھک تھک کر اس کو پیٹ میں رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا ہے دو برس میں کہ میرا حق مان اور اپنے ماں باپ کا، آخر مجھ ہی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے اس بات پر اڑیں کہ میرا شریک مان اس چیز کو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور دنیا میں دستور کے مطابق ان کا ساتھ دے اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع ہوا''

---

[1] سُورة بنی اسرائیل : ۲۳ ، ۲۴ [2] سُورة لقمان : ۱۴ ، ۱۵

☆ رحمی قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ان الفاظ سے تعلیم و تاکید فرمائی گئی :

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ﴾[۱]

''اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو اور خبر دار رہو قرابت والوں سے، یقین جانو اللہ تم پر نگہبان ہے''

☆ سب قرابت داروں ، یتیموں ، مسکینوں ، پڑوسیوں ، ماتحتوں ، ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک اور تکبر نہ کرنے کی ہدایت فرمائی گئی :

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ﴾[۲]

''اللہ کی بندگی کرو، اس کا کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت داروں کے ساتھ اور یتیموں، فقیروں اور قرابت دار اور اجنبی پڑوسی اور ساتھ بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور مملوک و ماتحت کے ساتھ حسن سلوک کرو اللہ تعالیٰ اِترانے والے اور بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا''

اس آیتِ مبارکہ میں روزمرہ کی معیشت کے زریں اصول جمع فرمادیئے گئے ہیں ! یہ ممکن نہیں کہ کوئی ان اخلاقِ حمیدہ پر عمل پیرا ہو اور دنیا اس کی تعریف میں رطب اللسان نہ ہو !

اور جب خدا کا حکم جان کر ان پر عمل کرے گا تو عبادت کا ثواب بھی ملتا جائے گا اور خدا کا قرب حاصل ہوگا ''صاحب بالجنب'' میں برابر کے کمرے میں کام کرنے والا ساتھی افسر اور ساتھ میز پر بیٹھنے والا بھی داخل ہے اور کارخانہ میں ساتھ مزدوری کرنے والا (اور ہم جماعت) بھی ! !

حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے والا یقیناً ان پر عمل کا جویا ہوگا[۳] ورنہ خدا کی ناراضگی اور عتاب دور نہیں جس کا پہلا ثمرہ نظام دنیا میں فساد اور بے چینی اور اُخری نتیجہ معاذ اللہ خدا کی ناراضگی ہوگا !

---

[۱] سُورة النساء : ۱ [۲] سُورة النساء : ۳۶ [۳] طالب

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴾ [1]

''پھر تم سے توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو ملک میں خرابی ڈالو اور اپنی قرابتیں قطع کرو یہ ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے محروم کردیا پھر اُن کو بہرا کردیا اور اُن کی آنکھیں اندھی کردیں''

الغرض خداوند کریم نے ایک مختصر اور جامع ہدایت فرمائی :

﴿ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ [2]

''مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور اس کو پکارو ڈر اور توقع سے یقیناً اللہ کی رحمت نیک کام کرنے والوں سے نزدیک ہے''

صرف یہی نہیں کہ قرابت داروں کے حقوق بتلائے گئے ہوں بلکہ عام رہن سہن کے آداب بھی سکھائے گئے، اخلاقِ فاضلہ اختیار کرنے کا حکم فرمایا گیا اور تکبر، خود پسندی اور بے رُخی جیسے اوصافِ ذمیمہ کی نشاندہی فرما کر ان کی بیخ کنی کی گئی ! ان ہدایات کو بغور دیکھیں اور فیصلہ کریں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو کیا واقعی دنیا میں جنت کے امن کا نمونہ پیدا ہوگا کہ نہیں ! ؟

﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴾ [3]

''اور زمین پر اِتراتا ہوا مت چل، تو زمین کو پھاڑ نہ ڈالے گا اور نہ پہاڑوں تک لمبا ہو کر پہنچے گا''

﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ. وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ﴾ [4]

''اور لوگوں کے سامنے اپنے کلّے مت پھیلا اور زمین پر اِترا کر مت چل، اللہ کو کوئی اِترانے والا اور بڑائیاں کرنے والا نہیں بھاتا، درمیانی چال چل اور اپنی آواز نیچی رکھ''

---

[1] سُورۃ محمد : ۲۲ ، ۲۳ [2] سُورۃ الاعراف : ۵۶ [3] سُورۃ بنی اسرائیل : ۳۷ [4] سُورۃ لقمان : ۱۸، ۱۹

تکبر، بخت و اقبال کی وجہ سے ہو یا جوشِ جوانی کے باعث بہرحال مذموم ہے اور خداوندِ کریم کی ناراضگی کا مستوجب ہے ! جو شخص ایسا کرتا ہے نہ وہ زمین کا نقصان کرتا ہے نہ پہاڑوں کے برابر ہوسکتا ہے بلکہ وہ اخلاقِ حسنہ کا دامن چھوڑ دیتا ہے ! !

قرآنِ حکیم کی تعلیم سے ہمیں سلامت روی کی چال چلنے کا درس حاصل ہوتا ہے مگر

افسوس ہم چلے نہ سلامت روی کی چال
یا بے خودی کی چال چلے یا خودی کی چال

☆ قرآن حکیم نے آدابِ معاشرت بھی تعلیم فرمائے مثلاً کسی سے ملاقات کے لیے جاؤ تو ان باتوں کا خیال رکھو :

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ . فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ ﴾ [1]

''اے ایمان والو ! اپنے گھروں کے سوا کسی کے گھر میں اس وقت تک مت جایا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان گھر والوں کو سلام نہ کرلو، تمہارے حق میں یہ بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو ! پھر اگر گھر میں کسی کو نہ پاؤ تو اس میں نہ داخل ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ ملے اور اگر تم کو جواب ملے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو تمہارے لیے پاکیزگی اسی میں ہے''

انسان اگر زبان سے ذرا بے احتیاطی کرے تو زندگی وبال ہوجاتی ہے آپس میں سینکڑوں چھوٹی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ بڑھ کر فساد کی شکل اختیار کر لیتی ہیں اس لیے ہدایت ہوئی کہ زبان کو مقید رکھیں اور حسبِ ذیل اصول پر زندگی گزاریں :

---

[1] سُورۃ النور : ۲۷ ، ۲۸

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾[1]

''اے ایمان والو ! ایک دوسرے کا تمسخر مت اُڑاؤ، کیا خبر وہ ان تمسخر کرنے والوں سے بہتر ہی ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کی چڑ ڈالو، ایمان کے بعد گناہ گاری والا نام برا ہے، اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف''

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴾[2]

''اے ایمان والو ! بدگمانی سے بہت بچتے رہو، یقیناً بعضی تہمت گناہ ہوتی ہے، اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو، اور پس پشت ایک دوسرے کو برا نہ کہو، کیا کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے بھائی کا جو مردہ ہو گوشت کھائے، تو تمہیں اس سے گھن آتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ یقیناً معاف کرنے والا مہربان ہے''

انسان کو اپنی حقیقت سامنے رکھنی چاہیے، جناب رسالتمآب ﷺ کا ارشاد ہے تم کسی سے بہتر نہیں ہو سوائے اس کے کہ تقویٰ کی وجہ سے فضیلت حاصل کرلو !

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴾[3]

''اور تمہاری ذاتیں اور قبیلے آپس کی پہچان کے لیے رکھ دیں، اللہ کے نزدیک تو یقیناً وہی بڑا ہے جو زیادہ ادب والا ہو، اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا باخبر ہے''

---

[1] سُورة الحجرات : ۱۱ [2] سُورة الحجرات : ۱۲ [3] سُورة الحجرات : ۱۳

تمسخر کرنے سے لوگوں کی نظر میں وقار باقی نہیں رہتا اور اس سے قسم قسم کے نقصانات ہوتے ہیں کیونکہ جس کا مذاق اڑایا جاتا ہے اس کی دل شکنی ہوتی ہے وہ بدلہ لینے کے لیے جواباً ہر طرح ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے ! اس بری عادت سے وہ انسان لوگوں کی نظر میں اتنا گر جاتا ہے کہ کوئی اچھی بات ہی کیوں نہ کہے وہ مؤثر ثابت نہیں ہوتی لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ اس بری عادت سے اجتناب کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو اخلاقِ حمیدہ تعلیم فرمائے ہیں انہیں اختیار کرے !

آیتِ مبارکہ میں ایک دوسرے پر عیب لگانے اور کسی کی چڑ ڈالنے سے بھی منع فرمادیا کیونکہ ان حرکات سے فتنے ابھرتے ہیں اور ایسے شخص سے لوگ خود متنفر ہوجاتے ہیں اگر ان حرکات سے اجتناب نہ کیا جائے تو نفرت وعداوت کی خلیج روز بروز وسیع تر ہوتی جاتی ہے، قلوب میں اس قدر بعد ہوجاتا ہے کہ صلح واختلاف کی کوئی امید باقی نہیں رہتی ، آیتِ مبارکہ میں خداوندِ قدوس نے اس قسم کی باتوں سے منع فرمایا !

☆ مال اور جان سے کسی کے کام آنا کسی کسی وقت ہوتا ہے البتہ خوش کلامی کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے ! اس لیے اس سلسلہ میں بھی ارشاد ہوا :

﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ﴾ [۱] ''اور سب لوگوں سے اچھی طرح بات کیا کرو''

خدا کے پسندیدہ بندے کسی کو برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتے .... بلکہ

﴿ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴾ (سُورۃ الفرقان : ۷۲)

''اور جب کھیل مذاق کی باتوں سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر نکل جاتے ہیں''

﴿ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴾ (سُورۃ الفرقان :۶۳)

''اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کرنے (ہی) لگیں تو وہ کہہ دیتے ہیں ''صاحب سلامت''

﴿ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴾ (سُورۃ القصص : ۵۵)

---

[۱] سُورۃ البقرۃ : ۸۳

''اور جب نکمی باتیں سنیں تو ان سے کنارہ کریں اور کہہ دیں ہمیں ہمارے کام
اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہم کو بے سمجھ لوگ نہیں چاہئیں''

☆ یہ حقیقت ہے کہ اچھائی اور برائی برابر نہیں ہوتے ! اس لیے برائی کے جواب میں برائی نہ کریں بلکہ بہتر اور اشرف انداز اختیار کرنا چاہیے

﴿ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ
وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ ﴾ (سُورۃ حٰمٓ السجدۃ : ۳۴)

''نیکی اور بدی برابر نہیں ! جواب میں وہ کہو جو اس سے بہتر بات ہو، ایک دم
یہ ہوگا کہ جس سے تمہاری دشمنی ہوگی وہ گویا قرابت دار دوست بن جائے گا''

☆ تبلیغ ہر مسلمان کے لیے ہر موقع پر فرض ہے اس لیے جب کسی غیر مسلم سے تبلیغی گفتگو ہو تو نہایت نفیس و پُر مغز گفتگو ہونی چاہیے

﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ (سُورۃ النحل : ۱۲۵)

''اپنے رب کی راہ پر پکی باتیں سمجھا کر اور بہتر طرح نصیحت سنا کر بلاؤ''

تبلیغ کے جواب میں اگر وہ سخت انداز اختیار کریں تو مسلمان کو اجازت نہیں کہ وہ اس کو جواب میں اسی طرح کی بدخوئی، درشتی یا سب وشتم کا طریقہ اختیار کرے ! !

آقائے نامدار ﷺ نے ایک دن فرمایا وہ شخص برا ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دے، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ایسا کون ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دے ؟ فرمایا کہ جو دوسروں کے ماں باپ کو گالی دیں گے تو دوسرے (جواب میں) اس کے ماں باپ کو گالی دیں گے ! ! تو گویا اس نے خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دی کیونکہ اس نے یہ خیال نہ کیا کہ بات کہاں تک پہنچے گی ! !

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾ [1]

---

[1] سُورۃ الانعام : ۱۰۸

''اور تم لوگ ان کو برا نہ کہو جن کی یہ خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں کہ وہ بے ادبی سے بے سمجھے اللہ کو برا کہنے لگیں''

آقائے نامدار ﷺ کے ان ہی جامع اور کریمانہ اخلاق کی طرف قرآن حکیم نے نشاندہی فرمائی ہے

﴿ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾ [1] ''اور آپ پیدا ہوئے ہیں بڑے خُلق پر''

﴿ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ﴾ [2]

''تو اللہ ہی کی رحمت ہے کہ تم ان کے لیے نرم دل ہو گئے اور اگر تم ہوتے تند خو سخت دل تو تمہارے پاس سے منتشر ہو گئے ہوتے''

جو رحمتِ خداوندی قلبِ اطہر میں پوری مخلوق کے لیے اور خصوصاً اُمتِ مرحومہ کے لیے ودیعت فرمائی گئی تھی وہ قرآن حکیم میں ان کلمات سے ظاہر فرمائی گئی

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴾ [3]

''تمہارے پاس تم ہی میں کا رسول آیا، اسے تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے، وہ تمہاری بھلائی کے حریص ہیں، ایمان والوں پر نہایت شفیق و مہربان ہیں''

تمہاری خیرخواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے، لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں، آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں ! آپ کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے کہ خدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار رہوں ! ! کیونکہ ع

نبی ہمارا خدا کا پیارا رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے

جب آپ تمام جہان کے اس قدر خیرخواہ ہیں تو خاص ایمان داروں کے حال پر ظاہر ہے کس قدر شفیق و مہربان ہوں گے ! !

حضرات ! آیئے ہم سب حضور ﷺ کی عظیم الشان شفقت، خیرخواہی اور دل سوزی کی قدر کریں اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دارین کی سعادتیں حاصل کریں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی

---

[1] سُورة القلم : ۴ [2] سُورة اٰلِ عمران : ۱۵۹ [3] سُورة التوبة : ۱۲۹

ذاتِ پاک اور اس کے احکام بھلا دیئے اس کی یاد سے غفلت اور بے پروائی برتی ، اللہ تعالیٰ نے خود ان کی جانوں سے ان کو غافل اور بے خبر کر دیا کہ آنے والی آفات سے اپنے بچاؤ کی کچھ فکر نہ کریں اور نافرمانیوں میں غرق ہو کر دائمی خسارے اور ابدی ہلاکت میں جا پڑیں ! ! !

عزیزانِ گرامی ! آج آنے والی ہلاکتوں سے بچنے کے لیے صرف ایک ہی علاج ہے اور امنِ عالم کے قیام کا یہی واحد ذریعہ ہے کہ ہم قرآنِ کریم کی ہدایات کے سامنے جھک جائیں ! !

یہ کیا قیامت ہے کہ ایک لمحہ اور دقیقہ کے لیے بھی ہمارے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ سب سے پہلے اس کو تو اپنے سے راضی کرلیں کہ جس کے دروازے سے بھاگ کر ہم نے ذلت و نامرادی کی ٹھوکریں کھائیں جو ہمیں موت کی جگہ حیات ، ذلت کی جگہ عزت اور زوال کی جگہ عروج عطا کرنے کو اب بھی تیار ہے !

یہ کتنا افسوس و حسرت کا مقام ہے کہ ہمارے دلوں پر قرآن کا اثر کچھ نہ ہو حالانکہ قرآن کی تاثیر اس قدر زبردست اور قوی ہے کہ اگر وہ پہاڑ جیسی سخت چیز پر اتارا جاتا اور اس میں سمجھ کا مادّہ موجود ہوتا تو وہ بھی متکلم کی عظمت کے سامنے خوف کی وجہ سے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتا ! ! !

حضرات ! آیئے ہم سب مل کر تعلیماتِ قرآنی کو اپنائیں اور اس پر عمل پیرا ہو کر ثابت کردیں کہ آج کی دنیا جس امنِ عالم کی متلاشی ہے وہ قرآنِ حکیم فرقانِ عظیم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے ! ! !

یاد رکھو اس دورِ الحاد و زمانۂ قربِ قیامت میں اگر امن و سلامتی چاہتے ہو تو دنیا کے کونے کونے میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لیے پیکرِ عمل بن کر تدبر سے تفکر سے اخلاق سے اخلاص سے ایثار سے کام لو اور دنیا کے درندہ صفت انسانوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر کر ثابت کردو کہ امنِ عالم کا قیام صرف قرآنی تعلیمات میں مضمر ہے ! وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ